قلب میں سوز نہیں، روح میں احساس نہیں   کچھ بھی پیغامِ محمدؐ کا تمہیں پاس نہیں

میں نے ابتدا میں انسانی زندگی کو دو گوشوں (انفرادی اور اجتماعی یا مذہب اور دین) میں تقسیم کیا تھا اور بتا دیا تھا کہ پہلا گوشہ ۱۔ عقیدہ ۲۔ عبادات اور ۳۔ رسوم و رواج پر مشتمل ہے — جسے انفرادی یا مذہبی زندگی کہتے ہیں، جبکہ اس کے ساتھ دوسرا گوشہ (سیاسی + معاشی + معاشرتی نظام) ملانے سے دین بن جاتا ہے۔ اسی معنی میں اسلام دین ہے، مذہب نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پورے قرآن میں الحمدُ للہ سے لے کر مِنَ الجِنّۃِ وَالنّاس تک لفظ مذہب کہیں ایک جگہ بھی استعمال نہیں ہوا۔ اسی طرح احادیثِ نبویؐ کے پورے ذخیرے میں بھی اسلام کو کہیں مذہب کے نام سے یاد نہیں کیا گیا ہے۔ عیسائیت ایک مذہب ہے، یہودیت مذہب ہے، اسی طرح بدھ مت اور ہندو مت مذاہب ہیں، کیونکہ ان مذاہب کے پیروکاروں کے پاس یا اُن کی کتابوں میں انفرادی زندگی کے مباحث تو ہیں مگر ان میں سے کسی مذہب کے پاس اجتماعی زندگی یا سیاسی، معاشی اور معاشرتی نظام کا کوئی نقشہ نہیں۔ اسلام ایک عالمگیر اور آفاقی سیاسی، معاشی اور معاشرتی نظام رکھتا ہے۔ لہٰذا وہ دین ہے۔

۱ دین کی اس اصطلاح کے لیے دیکھیے سورۃ آلِ عمران آیت ۱۹، سورۃ المومن ۶۴، ۶۵ — سورۃ آلِ عمران ۸۵ — سورۃ المائدۃ ۳ — سورۃ الزُّمر ۱۱ و ۱۷ — سورۃ التوبہ ۳۳ — سورۃ الزمر ۲، ۳ - سورۃ الفتح ۲۸ - سورۃ الصّف ۹ - سورۃ التوبہ ۲۹ - سورۃ البیّنۃ آیت ۵)

جہاں تک انفرادی یا مذہبی زندگی کے تین اجزاء عقیدہ، عبادات اور رسوم و رواج کا تعلق ہے یہ تینوں چیزیں کسی نہ کسی شکل میں جس طرح پہلے موجود تھیں اُسی طرح آج بھی ہیں۔ عقیدہ سے لحاظ سے تو آج بھی ہر انسان (خواہ وہ دنیا کے کسی گوشہ میں رہتا ہو) آزاد ہے کہ زندگی، انسان اور کائنات کے متعلق کوئی بھی عقیدہ رکھے۔ اس معاملے میں اُس پر کوئی قید یا قدغن نہیں۔ عبادات کے ضمن میں بھی اسی طرح آزادی ہے۔ انسان اپنی مرضی سے چاہے تو خدا کو پوج سکتا ہے۔ چاہے کسی بُت کا پرستار ہو سکتا ہے، آگ کے سامنے خوشی سے سجدہ ریز ہو سکتا ہے۔ اور چاہے تو سورج کا طواف کر سکتا ہے۔ اسی طرح رسوم و رواج اور معاملات میں ہر فردِ نوعِ بشر بالکل آزاد ہے۔ وہ چاہے تو نومولود کی پیدائش کے دوران اپنے مذہبی عقیدے کے مطابق کان میں اذان دے سکتا ہے، موسیقی گا سکتا ہے۔ نہیں تو کسی دوسرے یزدان یا بھگوان کا راگ الاپ سکتا ہے۔ بالغ ہو کر شادی بیاہ کی تقریب کو اپنے رواج کے مطابق منعقد کر سکتا ہے اور تجہیز و تکفین یا کفن دفن کے معاملے کو اپنے رواج کی روشنی

میں پایۂ تکمیل تک پہنچا سکتا ہے۔ مگر یہ انفرادی زندگی ہے۔ طاغوت اس میں زیادہ اینچ پیچ کرنا نہیں چاہتا۔ اگر کوئی ان تینوں اجزاء کی دعوت و تبلیغ کے لیے پوری دنیا کا چکر لگائے تب بھی شیطان کو قطعاً کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن اگر کوئی فرد یا گروہ انفرادی زندگی سے بڑھ کر اجتماعی زندگی کے تین اجزاء (سیاسی، معاشی اور معاشرتی نظاموں) میں سے کسی ایک کی بھی تبلیغ و دعوت شروع کر دے تو دورِ جدید کا طاغوت چراغ پا ہو کر اپنی پوری قوت کے ساتھ میدانِ کارزار میں اتر آئے گا۔

یہاں تک جو کچھ عرض کیا جا چکا اس سے یہ بات تو آپ سے آپ واضح اور آشکار ہو جاتی ہے کہ بے خدا یا غیر اسلامی دنیا کا نظامِ اجتماعی تو ویسے بھی غلط بنیادوں پر قائم ہے، مگر ہمارے لیے ترجیحات کے لحاظ سے اصل دردِ سر مملکتِ خداداد پاکستان اور پھر پوری اسلامی دنیا ہے۔ چنانچہ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ انفرادی اور مذہبی زندگی کی سطح پر بشمولِ پاکستان پوری اسلامی دنیا کے اندر اگرچہ معتد بہ تعداد خدا و رسولؐ کا نام لینے والوں کی موجود ہے مگر جہاں تک نظامِ اجتماعی (سیاسی، معاشی اور معاشرتی نظام) کا تعلق ہے اُس پر شیطان اور طاغوت کا ویسے ہی قبضہ اور تسلط ہے جس نوعیت کا قبضہ اور تسلط غیر اسلامی دنیا پر ہے۔ اس لحاظ سے پاکستان اور روس و آسٹریلیا یا امریکہ اور انڈونیشیا کے مابین کوئی فرق و تفاوت نہیں۔ غیر اسلامی دنیا جن کاموں پر قید و بند کی سزائیں دیتی ہے، نام نہاد اسلامی دنیا جس پر اسلام کا ایک نمائشی اور سرسری لیبل لگا ہوا ہے وہی سزا پھانسی اور جلاوطنی کی شکل میں دے رہی ہے۔ ڈاکہ زنی و قمار بازی اور فحاشی و عریانی کا جو کام غیر اسلامی دنیا کے اندر ڈاکو اور ڈانسرز (DANCERS) انجام دے رہے ہیں وہی کام اسی نام نہاد اسلامی دنیا کے اندر لفظ "اسلامی" کے ایک شاطرانہ اضافے اور سابقے کے ساتھ اسلامی ڈاکو، اسلامی ڈانسرز اور اسلامی طوائفیں سرانجام دے رہی ہیں۔

اخلاقی پستی کے لحاظ سے فسق و فجور اور کذب و خیانت کے جتنے نادر نمونے غیر اسلامی دنیا کے اندر موجود ہیں اُس سے دُگنے نمونوں کی صورت میں نام نہاد اسلامی دنیا کے اندر چوری، زناکاری، رشوت خوری، حرام کاری اور عدالتوں کے اندر جھوٹی گواہیوں کا موسمِ بہار ہے۔ جن جن فواحش نے غیر اسلامی دنیا کے اندر سکون و اطمینان کو بری طرح غارت کر دیا ہے بالکل وہی نجس و غلیظ سامانِ لذّت نام نہاد اسلامی دنیا جیسے پاکستان، مصر، ترکی اور سوریا (شام) کے اسلامی وڈیرے اور اسلامی لفنگے لاکھوں روپے دے دے کر شراب و قمار اور بازاری عورتوں کی شکل میں تحفۃً منگوا رہے ہیں کہ بقولِ اقبال ؎

حِلّہ فرنگ سے آیا ہے سوریا کے لیے   مئے و قمار و ہجومِ زنانِ بازاری

★★★

بیت الحکمۃ

ہمدرد یونیورسٹی لائبریری کا تعارفی خاکہ

ہمدرد یونیورسٹی لائبریری بیت الحکمت کی رسم افتتاح انشاء اللہ العزیز ۱۱ر دسمبر ۱۹۸۹ء کو ہوگی اور لائبریری اپنی نئی عمارت مدینۃ الحکمت میں اپنا کام شروع کر دے گی۔

ہمدرد فاؤنڈیشن کے صدر جناب حکیم محمد سعید کی ذاتی لائبریری کو بیت الحکمت کی اساس یا مرکزی حصہ کی حیثیت حاصل ہے۔ یک صد ہزار جلدوں کا یہ اساسی ذخیرہ نایاب کتابوں، مخطوطات، رسائل و جرائد، قرآن پاک کے مختلف زبانوں میں تراجم، تحقیقی مواد، مائیکروفلم، سمعی وبصری ٹیپ، اور اخبارات کے تراشوں پر مشتمل ہے جسے دوسرے حضرات کے ذاتی ذخائر کتب کے حصول، نئی کتابوں کی خرید اور عالمی سطح پر کتابوں کے عطیہ کی مہم کے ذریعہ سے مزید وسعت دی گئی ہے۔ اداروں اور لائبریریوں میں اس مہم کا زبردست خیر مقدم کیا گیا اور اس ذخیرۂ کتب میں طب، سائنس، ٹکنالوجی، تاریخ، تعلیم اور ادبیات کی سینکڑوں کتابیں ہمدرد مطبوعات کے تبادلہ میں موصول ہوئی ہیں۔

بیت الحکمت کی عمارت کی دل آویز ساخت جدیدیت اور اسلامی فن تعمیر کی روایت کی جھلک بیک وقت پیش کرتی ہے۔ دس ایکڑ پر پھیلی ہوئی اس چھ منزلہ عمارت کی نچلی منزل اور اوپر کی منزلیں پہلے مرحلہ میں یک صد ملیون روپیہ کی لاگت سے تکمیل پا چکی ہیں۔ یہ پوری رقم ہمدرد فاؤنڈیشن نے تنہا اپنے وسائل سے بہم پہنچائی ہے۔ فاؤنڈیشن کی مالی کفالت دوا سازی کی صنعت کا ادارہ ہمدرد (وقف) پاکستان کرتا ہے جس کا پورا منافع فلاح و بہبود کے کاموں اور علمی سرگرمیوں کے لئے وقف ہے۔

بیت الحکمت کی نچلی منزل میں لائبریری، آڈیٹوریم، تھیٹر اور کھلے میدان میں چھوٹا سا باغ ہے جس کے بالکل بیچ میں فوارہ اور باغ کے اطراف میں چھوٹی پختہ گزر گاہیں ہیں۔